اسلامی تہذیب و ثقافت پر مذاکرات

ڈاکٹر محمد اکمل الدین احسان اوغلی

ترجمہ: محمد اصغر نیازی

موضوع زیرِ بحث پر سیر حاصل گفتگو کرنے سے پہلے ترکوں اور عربوں کے باہمی تعلقات کا تاریخ وار جائزہ لے لیا جائے۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ عربوں کی ادبی روایت اور قدیم شاعری میں کہیں کہیں ترکوں کا سرسری ذکر ملتا ہے۔ گویا بعثتِ اسلام سے بہت پہلے ہی سے دونوں قومیں ایک دوسرے سے متعارف تھیں اور آپ جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں میں رسل و رسائل، آمد و رفت اور میل جول میں کیا کیا مشکلات حائل تھیں اور اس وقت کے حساب سے ترکی عربوں سے کسی قدر دور واقع تھا۔ بایں ہمہ ترک ہمیں تو انطاکی اور ساسانی لشکروں میں دادِ شجاعت دیتے نظر آتے ہیں اور ۵۷۰ء میں یمن فتح کرنے کے لیے ساسانیوں نے جو فوجیں بھیجیں ان میں ترک دستے بھی شامل تھے۔ جہاں تک نبوت کے بعد کے دور کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک جیسے بھی استعمال فرمائے بلکہ بعض ترک محققین کی نظر میں ترک بطور لفظ و اسم عربی زبان سے ماخوذ ہے۔ البتہ دونوں قوموں میں تعلقات کا باقاعدہ آغاز دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے ہوا۔ خراسان اور توقاز کی فتوحات اس سلسلہ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں اور ترک دستوں کی شکل میں اسلامی لشکر میں خدمات سرانجام دیتے تھے۔ ۶۰ھ کے حوادث کے دوران جب عبداللہ بن زیاد بصرے کا گورنر تھا تو وہاں ایک ترکی سپہ سالار بشیر الترکی نے بہت شہرت پائی۔ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں ایک ترک الحارث الکذاب نے اس زمانے میں فلسطین میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور قتل کر دیا گیا۔ امویوں کے دورِ آخر میں ترکوں نے چھوٹی موٹی ایک بغاوت بھی کی تھی حالانکہ فرغانہ

کے ترک فوجی تو خلیفہ کے خاص حفاظتی دستے میں بھی شامل تھے۔ تمام باغیوں کا تعلق جرجان سے تھا۔ جب خلافتِ عباسیہ کو غلبہ حاصل ہوا تو اکابر ترک قائدین میں اس وقت صرف محمد بن الصول موجود تھے۔ مشہور مؤرخ الجاحظ لکھتے ہیں:

"ترکوں نے خلیفہ ابی جعفر المنصور کے دور سے سرکاری لشکر میں باقاعدہ بھرتی ہونا شروع کیا اور انھیں حکومتی معاملات میں اہم فرائض سونپے جانے لگے"۔

اس عہد میں ایک مشہور ترک مبارک الترکی گزرے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک انھی کے صاحبزادے تھے جن کا شمار جید علماء اور اکابر مجاہدین میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مشہور ترک عبدالحمید بن ترک کا نام ملتا ہے جنھیں ابتدائی الجبرا کی تالیف و ترتیب کا شرف حاصل ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ انھوں نے اپنا سارا کام عربی زبان میں کیا۔ الفارابی اور الجوہری تو اسلامی تہذیب و ثقافت کے معماروں میں سے تھے۔ انھیں عربی زبان کے اکابر مصنفین میں گنا جاتا ہے۔

ہوتے ہوتے تقریباً سارے ترک مشرف بہ اسلام ہو گئے اور دسویں اور گیارہویں صدی عیسوی سے اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ترکی زبان میں بھی جستہ جستہ کام ہونے لگا۔ ہمارے علم کی حد تک ترکی زبان میں چھپنے والی اوّلین کتاب جناب "قوتادغو بیلیک" کی تالیف ہے اور لغت، ادب، حکمت اور سیاست کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ وہ خود قرخانین کے ایک وزیر کا دربانِ خاص تھا۔ تصوّف کے موضوع پر ایک کتاب غنیۃ الحقائق کے نام سے اس عہد میں منظرِ عام پر آئی۔ تصنیف و تالیف کے لحاظ سے ترکی کا علاقہ اناطولیہ (ایشیائے کوچک)، وسطی ایشیا مقبوضہ مصر اور قبیلہ ذہبیہ کی راجدھانی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

دنیائے اسلام کے معروف صوفی (اور اقبال کے مرشدِ خاص) مولانا جلال الدین رومیؒ قونیہ کے رہنے والے تھے۔ ان کی بے مثال مثنوی کو پہلوی میں قرآن کی حیثیت حاصل ہے۔ مولانا رومیؒ کے صاحبزادے کو بھی نظم و نثر میں ایک بڑا مقام حاصل ہے۔ چودھویں صدی عیسوی کے ایک مرتاض صوفی اور عظیم شاعر حضرت یونس امرہ کے ذکرِ جمیل کے بغیر بات مکمل نہ ہو گی۔ ان کی شاعری ترکی زبان کا سرمایۂ امتیاز ہے جس کے فنی اسالیب اور شعری جمال کی چمک دمک آج دن تک ماند نہیں پڑی۔ علاوہ ازیں طب کے موضوع پر ایک کتاب "تحفہ مبارزی" ایک نایاب کتاب ہے۔

پندرھویں صدی عیسوی تک پہنچتے پہنچتے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ترکی زبان میں چھپنے والی کتابوں نے سارے مروجہ علوم و فنون کا احاطہ کر لیا۔ نیز عربی و فارسی زبانوں سے ترکی میں ترجمے

کا کام بھی زور و شور سے ہونے لگا۔ عثمانی خلفاء، تیموری امراء اور مصر و شام والے سلاطین مملوک (غلامانِ ترک) علماء کی سرپرستی کے لیے خاص طور پر یاد رکھے جائیں گے۔ اناطولیہ (آق قوینلی) کی ریاست کو اس ضمن میں خاص حیثیت حاصل ہے۔ بتدریج ترقی کرتے کرتے ترکی زبان ایک طرح سے سرکاری زبان کے درجے کو پہنچ گئی۔ اور حکومت کے اکثر شعبوں میں جستہ جستہ استعمال ہونے لگی بلکہ ابھی سولہویں صدی عیسوی اختتام کو نہیں پہنچی تھی کہ ترکی زبان عربی اور فارسی زبانوں کے پہلو بہ پہلو اسلام کی تین اہم زبانوں میں شمار ہونے لگی اور آخری پانچ صدیوں تک طبع ہو کر منصۂ شہود پر آنے والی کتابوں کی تعداد، کم از کم گنتی کے لحاظ سے عربی و فارسی میں چھپنے والی کتابوں کے تقریباً برابر پہنچ گئی۔ اگر ہم صرف قلمی نسخوں کو گننے بیٹھیں تو بھی اس دعوے کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہو گا کہ ترکی زبان بھی عربی اور فارسی زبانوں کی طرح اسلامی تہذیب و ثقافت کی تعمیر و ترقی میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔

مزید براں ترکی زبان کے الفاظ اور اصطلاحات بارہویں صدی ہی سے عربی اور فارسی زبانوں میں سرایت کرنے لگے۔ خصوصاً ان کتابوں میں جو ایوبیوں اور زنگیوں کے ادوار میں منظرِ عام پر آئیں انھیں عربی کی بکثرت تالیفات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ عثمانیوں کے دورِ حکومت میں تو ترکی مفردات کا عربی و فارسی میں نفوذ خاصا زیادہ نظر آتا ہے (مثال کے طور پر الجبرتی اور المجی کی کتابیں) بلکہ حیرت کی بات یہ ہے کہ ترکی الفاظ مصر، شام، حجاز اور مراکش کی مقامی عربی کے لہجوں میں بآسانی ڈھلنے لگے حتیٰ کہ خورد و نوش، پوشاک، نشست و برخاست اور دیگر تمدنی مدلولات اور مفہومات کے لیے ترکی مفردات استعمال ہونے لگے۔ اور یہ ترکی زبان کے عام انسانی فطرت کے عین مطابق ہونے کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ عثمانی عہد میں عسکری، دفتری اور انتظامی معاملات کی لسانی تشکیل و ترتیب کے دوران بعض عربی کلمات کے مروجہ مفاہیم کو حیرت انگیز طور پر اپنی ضروریات کے مطابق منقلب کر دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ ان الفاظ کو ان نئے مفاہیم کے ساتھ عربی زبان کو منتقل بھی کر دیا گیا۔ مثلاً حُرّیت، ملت، جمہوریت وغیرہ۔

اسلامی تمدن کی وسعت اور روز افزوں تہذیبی ترقی کے ساتھ ساتھ ترکی زبان نے عربی و فارسی کے علاوہ جنوبی ایشیا کی زبانوں پر اثر و تاثیر پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ بلقانی قبائل اور جنوب مشرقی یورپ کی اقوام کی زبانیں بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ سینکڑوں ترکی الفاظ و کلمات اور اس زبان کی وساطت سے بیسیوں عربی الفاظ ان زبانوں میں ڈھل ڈھلا کر روزمرہ

بن گئے۔ لیکن اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ترک اور ترکی زبان اسلامی تہذیب و ثقافت کے عناصر ترکیبی اور اصول و مبادی مشرقی یورپ کے اندر تک لے جانے کا وسیلہ بنی۔ قدیم اسلامی فنِ تعمیر کے آثار و کھنڈرات، دیگر تاریخی نظائر و شواہد اور قدیم لائبریریوں اور مدارس سے ملنے والے مخطوطات کے نمونوں کی دریافت کے بعد یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ مشرقی یورپ پر اسلامی تہذیب و ثقافت کے بڑے گہرے اور دور رس اثرات مرتب ہوئے تھے۔ اور ترکی زبان اور ترک تہذیب و ثقافت اس عظیم الشان کام کے لیے ایک بڑا ذریعہ ثابت ہوئے۔